مولوی الیاس گھمن پر دیوبندی علما اور سابقہ اہلیہ کی طرف سے لگائی گئی سیاہی کو دھونے کی ناکام کوشش (قسط اول)

(ماخوذ: کلمہ حق شمارہ نمبر ۱۶)

ماتریدی ریسرچ سینٹر
(مالیگاؤں ، انڈیا)

قسط:۱

مولوی اِلیاس گھمن پر دیوبندی علما اور سابقہ اہلیہ کی طرف سے لگائی گئی سیاہی کو دھونے کی ناکام کوشش

میثم عباس قادِری رضوی

قارئین کرام! دیوبندی فرقہ کی جانب سے آئے روز حضور پُرنور، اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلِ سنت، مجددِ اعظم، اِمام، علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ بابرکات کے خلاف دجل وفریب کا مظاہرہ کر کے کیچڑ اُچھالا جاتا ہے، جس کی وجہ آپ کی ذاتِ والاصفات سے بدمذہبوں بالخصوص فرقۂ وہابیہ کی دونوں شاخوں یعنی ''غیر مقلدین'' اور ''دیابنہ'' کو پہنچنے والی وہ علمی ضربیں ہیں جن کے اَثر سے ان کی فلک شگاف چیخیں ابھی بھی دیوبند سے نجد تک سنائی دیتی ہیں اور رہتی دُنیا تک سُنائی دیتی رہیں گی۔ اسی سلسلۂ دجل وفریب کو جاری رکھتے ہوئے اکذب الکاذبین، مکارِ زمانہ، دجل وفریب میں منفرد، بوقتِ مواخذہ اپنی ہی لکھی ہوئی بات سے مکر جانے والے ساجد خان دیوبندی نے کچھ سال سے یہ تشہیر شروع کر رکھی تھی کہ اعلیٰ حضرت اِمام احمد رضا خان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے خلاف میری ضخیم کتاب تیار ہورہی ہے۔ راقم نے متعدد بار جب یہ اعلان دیکھا تو رَدِّعمل کے طور پر خیال آیا کہ ساجد خان دیوبندی کے پیشوا مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی علمی حیثیت، موصوف کے خلاف دیوبندی علما کے بیانات اور ان کی سابقہ اہلیہ کے اِنکشافاتی خط پر مشتمل مواد کو ایک کتاب کی صورت میں ترتیب دیا جائے تاکہ

دیوبندیوں کو آئینہ دِکھایا جاسکے۔ یوں راقم نے اپنی دیگر علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' پر بھی کام شروع کردیا، اور بالآخر کچھ عرصہ میں کتاب کا پہلا حصہ مکمل ہوا، اور اِشاعت کے لیے پریس روانہ کردیا۔ جب یہ کتاب شائع ہو کر آئی تو مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے عقیدت مند دیوبندی کیمپ میں آگ بھڑک اُٹھی اور افراتفری پھیل گئی۔ اعلان ہونے لگے کہ اس کتاب کا جواب لکھا جارہا ہے اور جلد شائع ہو جائے گا۔ پھر جب اس کا جواب منظرِ عام پر آیا تو دیکھا کہ ''دوست محمد قندھاری'' کے پردے میں چُھپا اس کا بدذات گالی باز مؤلف ساجد خان دیوبندی راقم کی کتاب کے متعدد مقامات کا جواب دینے سے عاجز رہا ہے، جو کہ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اُصول سے اس کی شکست کی دلیل ہے۔ کتاب کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پریس میں شائع نہیں ہوئی، بلکہ پرنٹر سے اس کا پرنٹ نکال کر جلد بندی کی گئی ہے، اس بات کی تصدیق کراچی کے ایک دیوبندی کتب خانے والے نے بھی کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مولوی الیاس گھمن کے متعلق راقم کی کتاب کے جواب کے لیے دیوبندی مسلک سے کوئی بندہ بھی اپنے اصلی نام کے ساتھ سامنے سے آنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ساجد خان دیوبندی (جس نے ماضی میں مولوی الیاس گھمن کے دفاع میں ویڈیو ریکارڈ کروائی تھی، وہ) بھی اب کی بار اپنے ممدوح کے دفاع اور راقم کی کتاب کے جواب کے لیے اپنے اصلی نام سے سامنے آنے کی جرأت کرنے کے بجائے ''دوست محمد قندھاری'' کے فرضی نام سے سامنے آیا، تاکہ گنجائشِ انکار باقی رہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے ایک مطالبہ:

مولوی الیاس گھمن دیوبندی سے ہمارا مطالبہ ہے کہ آپ کے دفاع میں ''دوست محمد قندھاری'' کے نام سے کتاب ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس

گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' شائع ہوئی ہے، کیا آپ اس کتاب کے مندرجات سے مکمل طور پر متفق ہیں؟۔

راقم کے اعتراضات کے جواب میں دُشنام باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے اب تک شائع ہونے والی تحریرات کو دیکھا جائے تو وہ جوابات گالی نامے کہلائے جانے کے مستحق ہیں۔ ان گالی ناموں کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ واقعی ان دیوبندیوں کی دُم پر پاؤں رکھ دیا گیا ہے، جس کے رَدِعمل میں یہ ایسا کرتے ہیں۔ ہمیں گالیاں دے کر یہ ''دُشنام باز'' اپنے فرقہ کے سنجیدہ مزاج رکھنے والے دیوبندیوں کو ہی مطمئن نہیں کر سکتے۔ اس کتاب میں گالیوں کی بہتات دیکھ کر لگتا ہے کہ دیوبند کا گٹر اُبل گیا ہے، جس کے تعفُّن کی بدبو ہر طرف پھیل گئی ہے۔ مجھے اس موقع پر مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کا وہ شکوہ یاد آ گیا، جس میں اُنہوں نے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور ان کے ہمنوا دیوبندی علما سے کہا تھا کہ:

> ''جو عربی مدارس کے طلبا آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکزِ دین واخلاق میں تربیت پانے والے ہیں، ذرا اُدھر بھی تو دیکھئے کہ اُنہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے طلبا نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کیے ہیں، جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا تھا؟ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دارالعلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے نسبتِ تلمُّذ رکھتے تھے، دارالعلوم کے طلبا نے میرے قتل تک کے حلف اُٹھائے، اور وہ وہ فُحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری

آنکھیں شرم سے جُھک جاتیں، کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا؟ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے، ''حریت اخبار دہلی'' آج کل جو میری ذاتیات پر نہایت رکیک مضامین لکھ رہا ہے، کیا آپ حضرات میں سے کسی نے بیزاری کا اظہار کیا؟ اس پر سب کی آنکھیں شرم سے جھکیں ہوئی تھیں''۔

اس کے کچھ سطر بعد مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور مولوی حفظ الرحمان دیوبندی اور ان کے ہمنواؤں کو مخاطب کر کے ان کی مجرمانہ خاموشی پر ان الفاظ میں شکوہ کیا:

''آپ حضرات نے کبھی اس قسم کی چیزوں سے جو ہمارے متعلق کہی گئی، اظہارِ بیزاری نہیں کیا، نہ کسی پر ملامت کی''

(مکالمۃُ الصَّدرَین صفحہ ۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند، ضلع سہارنپور)

☆ یہی بات مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب بنام مولوی منظور نعمانی دیوبندی میں اِن الفاظ میں کہی ہے:

''لیکن دارالعلوم ((دیوبند)) کے طلبہ نے اس شخص ((یعنی شبیر عثمانی دیوبندی)) کے حق میں وہ حرکات کیں جو اِدارے کا صدر اور ان کے اکثر اُستادوں کا بلا واسطہ یا بالواسطہ اُستاد تھا، فُحش اور گندی گالیاں لکھ لکھ کر بھیجیں، جو بازاری لوگ بھی استعمال نہیں کر سکتے، کارٹون بنا کر لگائے، جنازے نکالے، اس پر لکھا کہ ابوجہل کا جنازہ جا رہا ہے، نعروں کا تو ذکر ہی کیا۔ پندرہ طلبہ نے قتل کے حلف اُٹھائے، محلّہ کی مسجد کے اندر دیوار پر لکھا کہ اس مسجد میں نماز جائز نہیں کیونکہ فلاں شخص اس میں

نماز پڑھتا ہے۔ نیچی داڑھیوں اور لمبے کُرتوں کا مذاق اُڑایا، ان حرکات کو دیکھ کر ((دارالعلوم دیوبند کے)) بہت سے اُستاد اور ذمہ دار خوش ہوتے تھے، اور ایسے نالائق مفسدوں کی پُر زور حمایت وہاں ((دارالعلوم دیوبند)) کی سب سے بڑی ذمہ دار مجلس نے برملا کی، جس کے ایک رُکن اب آپ بھی ہیں، کسی کی زبان سے حرفِ ملامت نہ نکلا، حالانکہ وہ ان کے کنٹرول میں تھے''

(انوارِ عثمانی صفحہ ۱۵۰ مطبوعہ مکتبۂ اسلامیہ، مولوی مسافر خانہ، بندر روڈ، کراچی۔ مرتّب مولوی انوار الحسن شیرکوٹی دیوبندی۔ ایضاً صفحہ ۱۸۷، ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم، کراچی۔ جدید اشاعت اکتوبر ۲۰۱۳ء)

''مکالمۃ الصدرین'' اور ''انوارِ عثمانی'' کے حوالے سے نقل کیے گئے ان دو اقتباسات سے قارئین کو معلوم ہو گیا کہ

۱- دیوبندی فرقہ کے مرکز میں پڑھنے والے طلبہ نے اپنے فرقہ کے ''شیخ الاسلام'' مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کو ایسی فُحش گالیاں دیں جو بازاری لوگ بھی نہ دے سکیں۔

۲- دارالعلوم دیوبند کے طلبہ کی جانب سے مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کو قتل کرنے کے حلف اُٹھائے گئے۔

۳- دارُالعلوم دیوبند کے طلبہ نے مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کے خلاف ہر طرح کی نیچ حرکت کی، جو کوئی گھٹیا سے گھٹیا اِنسان بھی شاید نہ کر سکے۔

۴- دارُالعلوم دیوبند کے اہم ذمہ دار اپنے دیوبندی طلبہ کی اِن ذلیل حرکات کی پُشت پناہی اور ان پر خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے طلبہ کو ان بدتمیزیوں سے نہیں روکا۔

ساجد خان دیوبندی کی جانب سے دی جانے والی گالیوں پر ہم کہتے ہیں کہ جب دیوبندی فرقہ کے مرکزی دارُالعلوم کے طلبہ اوران کے پشت پناہ دیوبندی اساتذہ کے شر سے ان کا اپنا مزعومہ ''شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی دیوبندی'' محفوظ نہیں رہ سکا، تو ہم کس طرح ان کی زبان کے شر سے بچ سکتے ہیں؟۔

گالیاں دے کر اپنی بھڑاس نکالنا، اپنے اکابر کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ہے: ساجد خان دیوبندی

☆ مولوی الیاس گھمن کے ناکام وکیلِ صفائی، گالی باز ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب میں گالیوں کی بوچھاڑ کی ہے، حالانکہ یہی گالی باز اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

> ''وہ گالیاں دے کر اپنی بھڑاس اور اپنے آباؤ اجداد کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش تو کر سکتے ہیں''
>
> (نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۳۲۲، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں کہ مولوی الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی دوست محمد قندھاری یعنی ساجد خان دیوبندی نے گالیاں دے کر اپنے مؤکل کے کالے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

ساجد خان دیوبندی کی طرف سے گالیاں نکالنے کا اِقرار:

☆ ۷ا دسمبر کو ''محمد حذیفہ راجکوٹی'' نام کی آئی ڈی کی فیس بک پوسٹ بعنوان ''مولانا دبیر رَحِمَہُ اللّٰہ کا فتویٰ'' کے کمنٹس میں اسی پوسٹ پر Irfan e Haq نامی آئی ڈی والے ایک دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کو'' گالی باز'' لکھ کر

اس کا ایک کلپ پیش کیا، جس میں موصوف نے کہا ہے کہ:

''سیف الرحمان ارچی ایک نمبر کا لعنتی ملعون تھا......اُس کا اِس وقت جو مناظر ہے ایاز سیفی، اُس کی ماں بہن میں نے فون کال پر ایک کی ہے، وہ بھی نیٹ پر موجود ہے''

اپنے کلپ کے منقولہ بالا حصے کا جواب دیتے ہوئے ساجد خان دیوبندی نے پہلے تو اپنے گالی باز ہونے کا اِقرار کرتے ہوئے لکھا کہ:

''جی یہ گالیاں میں نے حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی سوانح سے سیکھی ہیں، کیونکہ حضرت شاہ جی کی نا خلف اولاد نے حضرت شورش کشمیری رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی جو سوانح حضرت شاہ جی پر چھاپی ہے، اس میں ہے کہ ساتھیوں کو تنگ کرنے پر مادر خواہر ماں بہن کی گالیاں دیتے۔ حوالہ اس وعدے پر میرے ذمہ کہ شاہ جی کے خلاف مضمون لال کرتی رسالے میں شائع کیا جائے۔ اس کے علاوہ ابوبکر صدیقؓ سے بخاری میں یہ الفاظ ہیں: امصص بذر اللات ۔ ''لات کی فرج چوس''۔ باقی کے لیے والسلام''

(ساجد خان دیوبندی کے اس کمنٹ کا سکرین شاٹ محفوظ ہے)

یہاں ساجد خان دیوبندی نے گالی باز کا جواب دیتے ہوئے واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ یہ گالیاں اُس نے اپنے امیرِ شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی سوانح سے سیکھی ہیں۔

اس کے بعد اگلے کمینٹ میں ساجد خان دیوبندی نے اپنی نکالی گئی گالی (کہ ''اُس کی ماں بہن میں نے فون کال پر ایک کر دی ہے'') کا جواب دیتے ہوئے مزید لکھا کہ:

''کسی کی ماں بہن ایک کرنا واللہ میرے علم میں نہیں کہ یہ گالی ہے، البتہ اس کوذم کے طور پر سمجھتا ہوں کہ ''کسی کی حالت بُری کر دینا''۔اسی معنی میں مَیں نے اس کو استعمال کیا ہے''۔

اس اقتباس کو سامنے رکھتے ہوئے یوں سمجھیے کہ راقم کے اس جواب میں ساجد خان دیوبندی کی جو بُری حالت کی جا رہی ہے، اُسے ساجد خان کے الفاظ میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ: ''اس جواب میں ساجد خان کی ماں بہن ایک کی جا رہی ہے''۔

دیوبندی عالم حافظ عبیداللہ کی طرف ساجد خان دیوبندی کی صفاتِ رذیلہ کا بیان:

☆ دیوبندی مسلک سے تعلق رکھنے والے حافظ عبیداللہ (ابن ابوریحان عبدالغفور سیالکوٹی) نے ساجد خان دیوبندی کے خلاف **''مشہور گالی باز و بدزبان، نام نہاد مناظر ساجد خان نقشبندی کی گستاخیاں، جہالتیں اور خیانتیں''** کے نام سے پانچ حصوں میں مقالہ لکھ کر انٹرنیٹ پر شائع کیا ہے۔اس مقالہ میں پہلے حدیث شریف کی روشنی میں کذب بیانی اور بدزبانی کو منافق کی علامات میں سے بتایا گیا ہے، اور پھر ثابت کیا گیا ہے کہ ساجد خان دیوبندی ان صفات کا حامل ہے۔اس کتاب سے ساجد خان دیوبندی کے بارے میں چند اقتباسات ملاحظہ کیجیے:

(۱) ''شاید یہ قُربِ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے کہ آج کل جو سب سے بڑا گالی باز ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ''مناظرِ اسلام'' لکھنا شروع کر دیتا ہے''

(کتابِ مذکور، صفحہ۴)

(۲) ''اہلِ علم پر یہ بات بھی مخفی نہیں کہ اہلِ باطل کی یہ عادت ہے کہ جب وہ دلائل

کا جواب دلائل سے دینے سے عاجز آجاتے ہیں تو پھر وہ گالی گلوچ اور دھمکیوں پر آجاتے ہیں۔ چنانچہ اسی اپنے آپ کو توپ قسم کی چیز سمجھنے والے گالی باز مناظر نے کسی اور کے ساتھ میرے علمی اختلاف کے ردعمل میں مجھے بھی ''شیطان کا گندہ نطفہ'' کی گالی دی۔ حالانکہ نہ اس بدزبان کے ساتھ ہماری کوئی بحث چل رہی تھی اور نہ ہی یہ ہمارا مخاطب تھا اور نہ ہمارا اس کے ساتھ کوئی مکالمہ ہورہا تھا'' (کتابِ مذکور، صفحہ ۵)

(۳) ''وہ کہتے ہیں ناں کہ ''برتن کے اندر جو ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے''۔(والذی خبث لایخرج الانکداً)، اس شخص نے سمجھا کہ یہ واقعی کوئی مافوق الفطرت چیز ہے، جس کا کوئی منہ بند نہیں کرواسکتا، تو اس نے پھر ہمیں گالی دی، تو اس بدزبان کو جھنجھوڑنے کے لیے اور اسے اس کی اوقات یاد کروانے کے لیے اب یہ ضروری تھا کہ اس کا مبلغِ علم سامنے لایا جائے، تاکہ آنکھیں بند کرکے اسے ''مناظرِ اِسلام'' اور ''ترجمان علماءِ دیوبند'' سمجھنے والے سادہ لوح لوگ خود تحقیق کریں اور فیصلہ کریں کہ کہ کیا یہ شخص مسلکِ دیوبند کا ترجمان ہے؟ اور یہ شخص جو اپنے آپ کو دارالعلوم کراچی جیسی معروف درسگاہ...... کا فاضل لکھتا ہے، کیا یہ اس ادارے کی بدنامی کا سبب نہیں بن رہا؟'' (کتابِ مذکور، صفحہ ۵)

(۴) ''یہ ''ساجد نقشبندی'' نام کا شخص ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اپنے علم پر کچھ زیادہ ہی گھمنڈ ہوتا ہے، جسے علم کا ہیضہ کہا جائے تو مناسب ہے، ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہرفن مولیٰ ہیں، وہ ہر موضوع پر اپنی تحقیق بکھیرتے نظر آتے ہیں اور یوں اپنی جہالت خود دُنیا کے سامنے واضح کرتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کا کام دوسرے لوگوں پر طعن و تشنیع اور گالی گلوچ ہوتا ہے، اور دوسروں کو اسی بات پر کوستے ہیں جس کے مرتکب وہ خود ہوتے ہیں، خود وہی کام کرتے ہیں

جس کام کی نسبت دوسروں کی طرف کر کے انہیں سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں''

(کتابِ مذکور، صفحہ۶)

(۵) ''ہم علمی مکالمے پر یقین رکھتے ہیں، آپ کو اگر کسی کی تحقیق سے اختلاف ہے یا کسی کو آپ کی کسی بات سے اختلاف ہے تو اس اختلاف کو علمی اختلاف ہی رہنے دینا چاہیے، اسے ذاتی دشمنی نہیں بنانا چاہیے۔ دلائل کا جواب دلائل سے دیں، یہ تو اپنی بے بسی اور شکست کا اعتراف ہے کہ کسی کی علمی تنقید کے جواب میں قلم میں سیاہی کے بجائے بارود بھر کر گالیوں کی گولیاں برسائی جائیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ہم ''علاج بالمثل'' کے طریقے پر عمل کریں، یعنی جن باتوں کو بنیاد بنا کر یہ گالی باز مناظر دوسروں پر کیچڑ اُچھالتا ہے، ہم بتائیں گے کہ ویسی ہی باتوں کا وہ خود مرتکب ہوا ہے''۔ (کتابِ مذکور، صفحہ۶، ۷)

(۶) ''نوٹ: اس رسالے میں ہمارا مقصد صرف اور صرف گالی باز مناظر ساجد خان نقشبندی کی تحریرات کی روشنی میں صحابہ کرام، بزرگانِ کرام، علماءِ کرام، کی شان میں کی گئی گستاخیوں، اس گالی باز کی تاریخی جہالتوں اور حوالوں میں کی گئی خیانت کو آشکار کرنا ہے، کسی قسم کے تاریخی واقعہ پر بحث کرنا یا کسی روایت پر مکالمہ کرنا نہیں۔ لہٰذا یہ بات ذہن میں رہے، ابھی ہمارا موضوع گالی باز مناظر ساجد نقشبندی ہے''۔ (کتابِ مذکور، صفحہ۷)

(۶) ''یہ گالی باز نام نہاد مناظر اپنے مناظرانہ ہیر پھیر اور داؤ پیچ سے کسی کی بھی عبارت میں قطع وبرید کر کے، خود ہی صغرے کبرے جوڑ کر، من پسند مفہوم نکال کر فتوے بازی کرنے کا ماہر ہے''۔ (کتابِ مذکور، صفحہ۸)

نوٹ: اس کتاب کے باقی اقتباسات بعد میں پیش کیے جائیں گے۔

ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ مولوی حافظ عبید اللہ دیوبندی نے ساجد خان

دیوبندی کو

(۱) کذاب

(۲) بڑا گالی باز، بدزبان

(۳) علم کے ہیضہ کا شکار

(۴) اپنے مادرِ علمی کی بدنامی کا باعث

(۵) جس کام کا اِرتکاب خود کرتا ہے، دوسروں کواسی کام پر کوسنے والا

(٦) صحابۂ کرام، بزرگانِ دین اور علمائے کرام کا گستاخ

(۷) تاریخ سے جاہل

(۸) خائن

(۹) ہیر پھیر اور قطع برید کرنے والا

(۱۰) صغرے کبرے ملا کر من پسند مفہوم نکال کرفتوے بازی کرنے والا شخص قرار دیا ہے۔تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

گالیاں اور اکابرِ دیوبند:

مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کی گالیوں سے رغبت:

☆مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کے بارے میں دیوبندی مذہب کی مستند کتاب میں لکھا ہے کہ:

''ہرفن کا ان کوشوق تھا، یہاں تک کہ فرماتے تھے کہ میاں !اگر گالیوں کی کتاب بھی ہو، تو اس کو بھی دیکھ لینا چاہیے اور کچھ نہیں تو دو چار گالیاں ہی یاد ہو جائیں گی''۔

(قصص الاکابر، صفحہ ۱٦۰، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیۃ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور

روڈ، لاہور۔ اکابر علماءِ دیوبند، سوانح، صفحہ۳۴، مطبوعہ اِدارہ اِسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی، لاہور)

نوٹ: ''قصص الاکابر'' کی ثقاہت کے بارے میں ''عرضِ ناشر'' میں عبدالدیان سلیمی (مدرِّس جامعہ اشرفیہ، ناظم دفتر مجلس صیانۃ المسلمین، لاہور) نے لکھا ہے کہ:

''حضرت تھانوی قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کے منتسبین میں سے ایک بزرگ جناب شہاب الدینؒ نے حضرت کے مواعظ وملفوظات میں سے اور کچھ اپنی یاد سے اکابرِ سلسلہ کی حکایات جمع فرمائیں اوراس مجموعہ کوحضرتؒ کی نظرِ اصلاحی سے بھی گزار لیا گیا''

(قصص الاکابر، صفحہ۶، ۷، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیۃ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

معلوم ہوا کہ ''قصص الاکابر'' دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی کی مصدقہ کتاب ہے۔

مولوی عبیداللہ سندھی دیوبندی کا گالیاں دینا:

☆ مولوی امین اوکاڑوی دیوبندی کے خطبات میں لکھا ہے کہ:

''ایک دفعہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ بیٹھے ہوئے تھے، دوتین عالمِ دین آئے، مولانا نے ان کوگالیاں دینی شروع کردیں۔ مولانا گالیاں دے رہے ہیں اوروہ آگے سے ''جی، جی'' کررہے ہیں اورزبانیں خشک ہورہی ہیں، ذرّہ بھر اَدب میں فرق نہیں آیا، میں بیٹھا دیکھ رہا تھا، میں نے سوچا کہ یہ ہے علمائے دیوبند کا حال''۔

(خطباتِ صفدر، جلد۲، صفحہ۸۲، ۸۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ، لاہور)

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کی طرف سے ماں بہن کی گالیاں:

☆ دیوبندیوں کے مجاہدِ ختم نبوت شورش کشمیری نے مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''شاہ جی (یعنی عطاء اللہ شاہ بخاری از ناقل) اِتنے غصے میں آئے کہ مادر وخواہر کی مغلظات تک سُنا دیں''

(سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سوانح وافکار، صفحہ ۸۵، مطبوعہ مطبوعاتِ چٹان، ۸۸۔ میکلوڈ روڈ، لاہور)

مولوی خضر حیات دیوبندی کی جانب مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے خلاف گالیوں کی بوچھاڑ:

☆ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے دیوبندی مناظر مولوی خضر حیات دیوبندی کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''صد افسوس کہ جب ''الفتح المبین'' ہمیں موصول ہوئی، تو اس میں علم و تحقیق نام کی کوئی چیز نہ تھی، البتہ مؤلف کتاب نے ہر ہر صفحے پر گالیوں کا ایسا ذخیرہ جمع کر دیا ہے کہ اب بے حیا، بے ضمیر، جگت باز اور سطحی قسم کے لوگوں کو احساسِ تشنگی نہیں رہے گا۔ ہم ان گالیوں کا جواب دینے سے عاجز ہیں''۔

(تَنْبِیہُ النَّاسُ علٰی شَرِّالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس، صفحہ ۹، ۱۰، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، کھاڑک، ملتان)

معلوم ہوا کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل کتاب میں ساجد خان دیوبندی کی طرف سے ہمیں گالیاں دے کر علمائے دیوبند کی سنت پر عمل کیا گیا ہے۔

دفاعِ الیاس گھمن کا اصل مصنف ساجد خان دیوبندی ہے:

مولوی الیاس گھمن کے دفاع کا مطالعہ کرنے والے قارئین کے ذہن میں یہ سوال ضرور گردش کررہا ہوگا کہ مولوی الیاس گھمن کے ناکام دفاع پر مشتمل کتاب پر مؤلف کا نام ''دوست محمد قندھاری'' لکھا ہے، لیکن یہاں مخاطب ساجد خان دیوبندی کو کیا جارہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ''دوست محمد قندھاری'' ساجد خان دیوبندی کا فرضی نام ہے، جس پر ہمارے پاس درج ذیل دلائل وشواہد موجود ہیں۔

(۱) ساجد خان دیوبندی کی موجودہ فیس بک آئی ڈی ''ساجد نقشبندی'' سے پہلے اس کی ایک اور فیس بک آئی ڈی تھی، جس میں اس کا نام انگلش میں ''Sajid Naqshbandi'' لکھا تھا۔ اپنی (سابقہ) فیس بک آئی ڈی سے کمنٹ (Comment) کرتے ہوئے اس نے کسی کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بات لکھی تھی (جسے میں نے خود دیکھا تھا اور سکرین شاٹ بھی بنایا تھا) کہ حکیم طارق محمود چغتائی کے رَد پر میری کتاب ''طارق محمود چغتائی کا فتنہ'' پڑھو۔ حالانکہ اس کتاب پر مؤلف کا نام ''دوست محمد قندھاری نقشبندی'' لکھا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''دوست محمد قندھاری'' کے نام سے کتابیں ساجد خان دیوبندی ہی لکھتا ہے۔

(۲) ساجد خان دیوبندی کی مکاری دیکھیے کہ ایک دن اس نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ ''ساجد نقشبندی'' سے ایک پوسٹ کی، جس میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع والی کتاب کا ٹائٹل لگا کر ساتھ لکھا تھا کہ:

''اس کتاب کا مطالعہ کسی نے کیا ہے؟ کیسی ہے؟ آج بنوری ٹاؤن سے ایک طالبِ علم لایا ہے، ابھی پڑھنے کا موقع نہیں ملا۔ مصنف کے بارے

میں کچھ معلومات ہوں تو آگاہ کریں، جزاکم اللہ ۔ پورے ملک میں بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رابطہ کریں...........‘‘

قارئین اس مکار کی مکاری ملاحظہ کریں کہ اس پوسٹ میں اپنی اس کتاب کے ملنے کا پتہ بھی بتا دیا، بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے فون نمبر بھی دے دیا، اور لوگوں سے اس کتاب پر تاثرات بھی مانگ لیے۔ اور ازراہِ مکاری ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ:

’’مصنف کے بارے میں کچھ معلومات ہوں تو آگاہ کریں، جزاکم اللہ‘‘ ۔

حالانکہ کچھ سال قبل اس مکارِ زمانہ ساجد خان دیوبندی کے گروپ کی جانب سے ’’قہرِ حق‘‘ کے نام سے گالی نامہ شائع کیا گیا، تو اُس گالی نامہ میں ’’دوست محمد قندھاری نقشبندی‘‘ کا مضمون بھی شامل ہے، لیکن اس کے باوجود اس کا اپنے فرضی نام ’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے بارے میں یہ ظاہر کروانا کہ یہ اسے نہیں جانتا، جھوٹ اور مکاری نہیں تو اور کیا ہے؟۔

(۳) ساجد خان دیوبندی نے ’’کردارِ یزید‘‘ کے نام سے ایک کتاب ترتیب دی ہے، اس کتاب کے صفحہ ۳۰، ۳۱، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، پر اسکین لگائے گئے ہیں، جن پر ساجد خان دیوبندی کے نام سے بنے فیس بک پیج کا ایڈریس لکھا ہوا ہے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کر آگے بڑھیے۔

’’دوست محمد قندھاری‘‘ کے نام سے شائع ہونے والی کتاب ’’طارق محمود چغتائی کا فتنہ‘‘ کے آخر میں بھی کچھ اسکین لگائے گئے ہیں۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۴، ۴۰ اور ۴۱ پر لگائے گئے اسکینز میں بھی ’’کردارِ یزید‘‘ کی طرح ساجد خان دیوبندی کے نام سے بنے فیس بک پیج کا ایڈریس لکھا ہوا ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مؤلف ساجد خان دیوبندی ہے۔

(۴)انٹرنیٹ پرساجدخان دیوبندی کی کال ریکارڈنگ موجود ہے،جس میں اس نے اپنے مخاطب سے کُلّما طلاق کی قَسم کھانے کا مطالبہ کیا ہے۔''ابوسعد لئیق حنفی'' کے نام سے شائع ہونے والی ساجدخان دیوبندی کی کتاب ''کشف الخداع عماظھرفی ردالدفاع'' میں بھی یہی مطالبہ کیا گیا ہے کہ:

''رضاخانی کلما طلاق کی قسم کھا کر جواب دے کہ اس کتاب میں نئ تحقیق پیش کی گئی ہے''۔

(کشف الخداع عماظھرفی ردالدفاع، جلد۱،صفحہ۵۴،مطبوعہ دفاع اھل السنة و الجماعة اکیڈمی)

جس طرح ساجدخان دیوبندی اپنے مخالفین سے کُلّما طلاق کی قَسم کھانے کا مطالبہ کرتا ہے،اسی کے پیشِ نظر ہم بھی اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ یہ کُلّما طلاق کی قَسم کھا کر کہے کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل کتاب ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمدالیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' (جس پر مؤلف کا نام ''دوست محمدقندھاری'' لکھا ہے)اور''کشف الخداع عماظھرفی ردالدفاع'' (جس پر مؤلف کا نام ''ابوسعد لئیق حنفی'' لکھا ہے)اس نے نہیں لکھیں۔

(۵) ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمدالیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے صفحہ۲۱اور۲۲پرمولانامعین الدین اجمیری اورمولاناحسن علی میلسی کے جوحوالہ جات پیش کیے گئے ہیں اوران پر جوتبصرہ کیا گیا ہے وہ من وعن ساجدخان دیوبندی کی کتاب ''نواب احمدرضاخان فاضلِ بریلوی'' کے صفحہ۴۵۶اور۴۵۷سے لیا گیا ہے،یہی مواد کچھ فرق کے ساتھ اسی کتاب کے صفحہ۲۸۱،۲۸۲،۲۸۳پر بھی موجود ہے۔اب اگرساجدخان دیوبندی یہ بات کہتا ہے کہ''دوست محمدقندھاری'' اس کا فرضی نام نہیں،تو پھراسے چاہیے کہ

صاف لفظوں میں یہ تسلیم کر لے کہ گالی باز ''دوست محمد قندھاری''، ''سرقہ باز'' ہے۔ بتائیے کون سی بات قبول ہے؟

(۶) مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتاب ''راہِ سنت'' کے جواب میں مفتی اقتدار خان نعیمی نے ''راہِ جنت'' کے نام سے کتاب لکھی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا کہ:

''کتاب ''راہِ جنت'' جو ''راہِ سنت'' کے جواب میں لکھی گئی ہے، اس کا مصنف اگرچہ مفتی احمد یار خاں صاحب کے فرزندِ ارجمند مولوی مفتی اقتدار احمد خاں صاحب کو بتایا گیا ہے، لیکن یہ صرف کاغذی ہی کاروائی ہے، یہ کتاب درحقیقت خود مفتی احمد یار خان صاحب ہی کی تالیف ہے، کیونکہ

بھر رنگے کہ خواھی جامہ مے پوش

من اندازِ قدت رامے شناسم

مفتی صاحب نے شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ علم اور تحقیق کے میدان میں پہلے بھی بڑی رُسوائی ہوچکی ہے، اس لیے اب اس بڑھاپے میں ذِلّت اور رُسوائی کی یہ بھاری گٹھڑی اور کیوں اُٹھاؤں، چلو اَب برخوردار کے نام سے پسِ پردہ دِل کا اُبال نکل جائے تو بہتر ہے۔ اور چلتے چلتے برخوردار کو بھی مؤلفین کی مَد میں اوران کے رجسٹر میں درج کرادو، کہ ان کو یوں سستی شہرت حاصل ہوجائے گی اور بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ تاڑنے والے بھی قیامت کی نگاہ رکھتے ہیں اور یہ علمِ غیب نہیں بلکہ قرائن وشواہد کے تحت فراستِ مؤمن ہے، جس کا حدیث سے ثبوت ملتا ہے۔ اس لیے ہم نے اس مضمون میں جناب مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی ہی کو خطاب کرنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے صرف ان سے کہنا ہے، کیونکہ کتاب ''راہِ جنت'' مفتی

صاحب ہی کا مایہ تحقیق ہے''

(باب جنت، صفحہ ۱۶، ۱۷، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اس اقتباس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱- ذِلّت ورُسوائی سے بچنے اور اپنے دل کا غبار نکالنے کے لیے مفتی احمد یار خان نعیمی نے اپنے بیٹے کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

۲- تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، اس لیے سرفراز گکھڑوی کو پتہ چل گیا کہ اس کتاب کے اصل مؤلف مفتی احمد یار خان نعیمی ہیں۔

اس اقتباس کے پیشِ نظر، دلائل وشواہد کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مولوی الیاس گھمن کے دفاع میں مزید ذِلّت ورُسوائی سے بچنے اور اپنے مخالف پر غصہ نکالنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے ''دوست محمد قندھاری'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں، جو کہ فراستِ مؤمن (جس کا ثبوت حدیث شریف سے ہے) سے یہ جانتے ہیں کہ اس کتاب کا اصل مؤلف ''ساجد خان دیوبندی'' ہے۔ اس کتاب کا اندازِ تحریر بھی اس بات کی چغلی کھا رہا ہے کہ اس کا مؤلف گالی باز ساجد خان دیوبندی ہی ہے۔

''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے اصل مؤلف کی نقاب کشائی کے حوالے سے راقم نے جو باتیں یہاں بیان کی ہیں، اُن سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ ''دوست محمد قندھاری''، دراصل ''ساجد خان دیوبندی'' کا ہی فرضی نام ہے، اس لیے اس جواب میں ساجد خان دیوبندی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اب آیئے اور دیوبندی علما کی تحریرات سے ''اپنے اصل نام کے بجائے فرضی نام سے تحریر لکھنے کی مذمت'' ملاحظہ کیجیے۔

اپنے اصل نام کو چھپانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو خود اپنی تحقیق میں تردُّد ہے، تا کہ بوقتِ مواخذہ گنجائشِ اِنکار باقی رہے: مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی

مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''باوصف اس زعم وتبختر ونازاپنے علم کے، کہ جہلِ مرکب ہے، اپنے نام کوسترِ اخفاء میں مکنون کیا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اپنی اس تحقیقِ باطل میں متردد ہورہا ہے تا گنجائشِ اِنکار باقی رہے''۔

(براہینِ قاطعہ، صفحہ۵، مطبوعہ دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

اس اقتباس میں مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ اپنے علم کے دعوے کے باوجود اپنی تحریر پر اپنا اصل نام ظاہر نہ کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ اس شخص کو اپنی تحقیق میں تردُّد یعنی شک ہے، تا کہ بوقتِ مواخذہ اس تحریر سے اِنکار کیا جا سکے۔ بالکل اسی طرح ساجد خان دیوبندی نے اپنے زعم میں مولوی الیاس گھمن کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس دفاع کی صداقت پر اس کو خود تردُّد یعنی شک ہے، اس لیے اس نے اپنا اصل نام نہیں لکھا، تا کہ جب مخالف کی جانب سے اس تحریر کے مندرجات کی گرفت ہو، تو اس کے اپنی تحریر ہونے سے اِنکار کیا جا سکے۔

اپنے اصل نام سے کتاب شائع نہ کروانا، شیعوں کے کتمان اور تقیہ پر عمل کرنا ہے: قاضی مظہر حسین دیوبندی

قاضی مظہر حسین دیوبندی نے لکھا ہے:

''ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' ملتان میں ایک کتاب ''سبائی فتنہ'' کے متعلق ایک اشتہار آرہا تھا، جو اَب جنوری ۱۹۹۲ء میں چھپ چکی ہے۔ کتاب

پر مؤلف کا نام مولانا ابوریحان سیالکوٹی لکھا ہے، اس کتاب کے ناشر ماہنامہ نقیب کے سید محمد کفیل بخاری ہیں۔کتاب میں مجھے مؤلف صاحب کا نام نہیں مل سکا، لیکن خود مؤلف موصوف نے مجھے یہ کتاب بھیجی ہے، جو مجھے ۸ رجب ۱۴۱۲ھ، موافق، ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو بذریعہ ڈاک موصول ہوئی ہے۔ ابوریحان مؤلف موصوف کی کنیت ہے اوران کا نام عبدالغفور ہے، لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا۔ کہیں سبائیت کی تردید کرتے کرتے ان پر کوئی اثر تو نہیں ہوگیا کہ کتاب پر اپنا نام نہ ظاہر کر کے انہوں نے یہاں شیعوں کے کتمان اور تقیہ پر عمل کیا ہے"

(مشاجراتِ صحابہ اور مسلکِ اعتدال، جلد۲، صفحہ۱۵، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)

اس سلسلے میں قاضی مظہر حسین دیوبندی نے مزید لکھا ہے:

"کہیں ابوریحان "تقیہ" کی چادر تو اَوڑھے ہوئے نہیں اور اس ضخیم کتاب میں بجائے نام کے کنیت ابوریحان سے مؤلف کا تعارف کرانا، اور یہ بھی نہ ظاہر کرنا کہ موصوف مولانا عبداللہ صاحب، خطیب مرکزی جامع مسجد، اسلام آباد کے "مدرسہ فریدیہ" کے مدرّس ہیں۔شیعوں کے نزدیک تو دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں اور وہ اپنے مزعومہ ائمہ معصومین کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ اپنا مذہب ظاہر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ان ائمہ کی مرویہ احادیث میں شیعہ راوی نام کے بجائے ان کی کنیت استعمال کرتے تھے..........فرمایئے! ان شیعہ راویوں کو تو اپنے قتل کا خوف تھا، اس لیے بجائے نام کے اماموں کی کنیت لکھتے ہیں۔ لیکن ابوریحان کو کس کا خوف تھا کہ اپنا نام ظاہر نہیں کیا۔ کچھ تو ہے جس کی

پردہ داری ہے۔‘‘

(مشاجراتِ صحابہ اور مسلکِ اعتدال، جلد۲، صفحہ۳۷، ۳۸، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)

قاضی مظہر حسین دیوبندی کے ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے اپنی کنیت سے کتاب شائع کرنا بھی ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ ہے۔ یعنی اس اُصول کے مطابق ساجد خان دیوبندی ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ کا مرتکب ہوا ہے۔

کسی اور کے نام سے کتاب شائع کروانا شکست اور بزدلی ہے:

مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی

☆ مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی نے اپنے بجائے کسی اور کے نام سے کتاب شائع کرنے کو ’’شکست‘‘ اور ’’بزدلی‘‘ قرار دیا ہے، اقتباس ذیل میں ملاحظہ ہو:

’’مولوی خضر حیات صاحب نے جواب الجواب میں ایک کتاب ’’الفتح المبین‘‘ شائع کی، اور یہ کتاب اپنے نام سے نہیں بلکہ کسی اور کے نام سے شائع کروا کر اپنی شکست اور بزدلی کا اعتراف کیا‘‘

(تَنْبِیهُ النَّاسْ علٰی شَرِّالْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس، صفحہ۹، مطبوعہ ادارہ مظہر التحقیق، کھاڑک، ملتان)

علمائے دیوبند کے پیش کردہ ان اقتباسات سے ثابت ہوا کہ:

(۱) مولوی خلیل انبیٹھوی کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے کسی اور نام سے کتاب شائع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مؤلف (ساجد خان دیوبندی) کو اپنی تحقیق کی صداقت پر شک ہے۔

(۲) قاضی مظہر حسین دیوبندی کے نزدیک اپنے اصل نام کے بجائے اپنی کنیت سے کتاب شائع کرنا ’’تقیہ‘‘ اور ’’کتمانِ حق‘‘ ہے۔ لہٰذا اِس اُصول کے مطابق

ساجدخان دیوبندی فرضی نام سے کتاب شائع کرکے ''تقیہ باز'' اور ''کتمانِ حق'' کا مرتکب قرار پایا۔

(۳) مولوی عبدالجبار سلفی دیوبندی کے نزدیک کسی اور کے نام سے اپنی کتاب شائع کروانا ''شکست'' اور ''بزدلی'' ہے۔ لہٰذا اِس اُصول کے مطابق ساجدخان دیوبندی کا فرضی نام سے کتاب شائع کرنا اس کی ''شکست'' اور ''بزدلی'' کی دلیل ہے۔

اگلی سطور میں ملاحظہ کیجیے گا کہ ساجدخان دیوبندی کے علاوہ اور کون کون سے دیوبندی ہیں جو اپنے اصل نام کو ظاہر نہ کرکے ان تینوں اعزازات کے مستحق قرار پائے ہیں۔

دیوبندی اُصولوں کے مطابق اپنے اصل نام کو ظاہر نہ کرنے والے ''تقیہ باز''، ''کتمانِ حق کے مرتکب''، ''بُزدل'' اور ''شکست خوردہ'' مزید دیوبندی علما کی نشاندہی

کتاب ''بریلوی فتوے'' کے مقدمہ نگار مفتی عبدالحمید قاسمی دیوبندی نے اپنا اصل نام نہیں لکھا:

(۱) مولوی نورمحمد مظاہری دیوبندی کی کتاب ''بریلوی فتوے'' صفحہ ۷ تا ۳۰ (مطبوعہ انجمن اِرشادالمسلمین، ۶-بی، شاداب کالونی'' حمید نظامی روڈ، لاہور) پر ''دامغ الرامق شاہ جہان پوری'' کے نام سے ایک مقدمہ درج ہے۔ یہ کتاب بعدازاں ''رضاخانیوں کی کفرسازیاں'' کے نام سے شائع ہوئی، اس کتاب کے ناشر کی جانب سے اس کے مقدمہ کے متعلق یہ نوٹ دیا گیا کہ:

''یہ مقدمہ حضرت مولانا مفتی عبدالحمید قاسمیؒ، سابق شیخ الحدیث جامعہ

مدنیہ، لاہور کے قلم سے یادگار ہے۔ جوانہوں نے اپنے قلمی نام ''دامغ الرامق شاہ جہان پوری'' سے تحریر فرمایا تھا''

(رضا خانیوں کی کفر سازیاں، صفحہ۲۲، مطبوعہ تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی، کراچی)

کتاب ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے مؤلف مولوی کریم بخش دیوبندی نے اس کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۲) دیوبندیوں کی جانب سے اہلِ سنت وجماعت کے خلاف ایک ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے نام سے کتاب شائع کی گئی تھی۔ اس کتاب پر بھی مُصنّف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تھا، بلکہ یوں لکھا گیا تھا:

''یکے از علماءِ اہلِ حق''۔ (مطبوعہ محمدی پریس، لاہور)

اس کتاب کے ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ:

''یہ مختصر سا رسالہ بنام ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ (**ھداھم اللّٰہ تعالٰی**) ہے۔ جن کو ایک محقق عالِم لاہور نے............ منتخب کیا ہے''۔

اس اقتباس میں لفظ ''عالِم'' کے تحت حاشیہ میں مولوی عبدالعزیز دُعا جو دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''کسی مصلحت سے وہ عالِم صاحب اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اور ویسے اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں، کیونکہ غرض اظہارِ حق ہے''۔

(چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ، صفحہ۳، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

نوٹ: اس کتاب کے مقدمہ میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے مولوی عبدالعزیز دُعا جو دہلوی دیوبندی کو مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے خلیفہ مولوی یاسین

نگینوی کا ''خلیفۂ اجل'' لکھا ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

''آج سے تقریباً اٹھائیس ۲۸ سال پہلے عالم محقق حضرت مولانا الحاج محمد کریم بخش صاحب مظفر گڑھیؒ (المتوفٰی:۱۳۶۵ھ) فاضلِ دیوبند اورایم اے پروفیسر عربی، گورنمنٹ کالج، لاہور'' نے قائد جماعتِ بریلویہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی متعدد کتابوں سے ٹھوس حوالے یکجا کر کے ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے نام سے ایک کتابچہ مرتب کیا تھا۔ چونکہ انگریزی دَور تھا اور موصوف ''گورنمنٹ کالج، لاہور'' میں پروفیسر تھے، اس لیے کسی مصلحت کی بناء پر اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا''۔

(چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ، صفحہ۵، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

کتاب ''دھماکہ'' پر اس کے دیوبندی مُرتّب کا نام نہیں لکھا گیا:

(۳) دیوبندیوں کی جانب سے ''دھماکہ'' نامی کتاب شائع کی گئی، لیکن اس پر مؤلف کے نام کی بجائے بس اِتنا ہی لکھا گیا:

''مُرتّبہ: ناظم انجمن خدام التوحید والسنۃ، برمنگھم''۔

(مطبوعہ دارُ الاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

حقیقی دستاویز کے دیوبندی مؤلف نے اپنی کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۴) مولوی ضیاء الرحمان فاروقی دیوبندی کی کتاب ''تاریخی دستاویز'' کے جواب الجواب ''حقیقی دستاویز'' پر اس کے دیوبندی مؤلف کے اصل نام کے بجائے ''ابوالحسنین ہزاروی'' لکھا ہے۔

مولوی مہر محمد دیوبندی نے اپنی کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا:

(۵) کتاب ''شیعہ اور عقیدۂ ختم نبوت'' پر مؤلف کا نام ''ابوعثمان'' لکھا ہے۔ حالانکہ یہ مولوی مہر محمد میانوالی دیوبندی کی تالیف ہے۔ جس کا ثبوت راقم کے مضمون ''اعلیٰ حضرت کی ردشیعیت میں خدمات کا اعتراف، علمائے دیوبند کے قلم سے'' (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، بابت فروری ۲۰۱۷ء) میں دیا گیا ہے۔

گالی باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جواب میں لکھے گئے رسالوں میں شامل اکثر مضامین کے ساتھ کسی کا نام نہیں لکھا گیا:

(۶) گالی باز دیوبندی ٹولے کی جانب سے مجلّہ ''کلمۂ حق'' کے جواب جو گالی نامے لکھے گئے ہیں، اُن میں ''سوط الحق'' شمارہ:۱ میں (جو مضامین شامل ہیں، اُن میں) دو مضامین کے علاہ باقی کسی مضمون کے ساتھ مضمون نگار کا نام نہیں لکھا گیا۔ جن دو مضامین کے ساتھ مضمون نگاروں کا نام لکھا ہے، ان میں بھی ایک کے ساتھ صرف ''مدنی'' لکھا ہے۔ اسی طرح ''سوط الحق'' شمارہ:۲ میں جو مضامین شامل ہیں اُن میں بھی ایک کے علاوہ کسی مضمون کے ساتھ نگار کا نام نہیں لکھا گیا۔ اور مرتب کے اصل نام کے بجائے ''پروفیسر ابواحمد رضا خان'' لکھا ہے۔ ایک اور گالی نامے مسمّٰی ''خنجرِ رضا'' پر مرتب کا نام ''ماسٹر احمد رضا خان قادری'' نام لکھا ہے جو کہ ایک فرضی نام ہے، اس رسالے میں صرف ایک مضمون کے ساتھ ''پروفیسر ابواحمد رضا خان'' لکھا ہے۔ جو کہ قاضی مظہر حسین دیوبندی کے اصول کے مطابق ''تقیہ'' اور ''کتمانِ حق'' ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ دیوبندی علما کے بیان کردہ اُصولوں (جو کہ پہلے آپ ملاحظہ کر آئے

ہیں) سے ثابت ہوگیا کہ

(۱) کتاب ''بریلوی فتوے'' کے مقدمہ نگار: مفتی عبدالحمید قاسمی دیوبندی (سابق شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور)

(۲) ''چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ'' کے مؤلف: مولوی پروفیسر کریم بخش دیوبندی۔

(۳) ''دھماکہ'' کے مُرتّب

(۴) حقیقی دستاویز کے دیوبندی مؤلف

(۵) مولوی مہر محمد میانوالی دیوبندی

(۶) اور گالی باز دیوبندی ٹولے کا اپنی تحریرات پر اپنا اصل نام نہ لکھنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو اپنی تحقیق پر شک تھا۔ انہوں نے ''تقیہ'' اور ''کتمانِ حق'' سے کام لیا۔ نیز مذکورہ بالا دیوبندی ''بزدل'' اور ''شکست خوردہ'' ہیں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ذاتیات پر بحث کا جواز، ساجد خان دیوبندی کے مُسلَّمہ اُصول سے:

ساجد خان دیوبندی نے ''متکلم اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر اِلزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' میں اس بات پر بہت غصہ کیا ہے کہ اس میں مولوی اِلیاس گھمن کی ذاتیات پر بات کیوں کی گئی ہے۔ حالانکہ اس اعتراض کا جواب اس کی اپنی کتاب ''نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی'' میں موجود ہے۔ کیونکہ اُس میں اِس نے سیدی اعلیٰ حضرت کی ذاتیات پر بات کرنے کا جواز بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''کسی کی ذاتیات پر کب بات ہوسکتی ہے؟: قارئینِ کرام! کسی کی عیب جوئی، غیبت یا ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانا یقیناً ایک مذموم حرکت ہے، مگر چند صورتیں ایسی

ہیں جہاں خود شریعت ہمیں اس چیز کی اجازت دیتی ہے کہ ہم کسی کی ذات کو موضوع بنائیں، اس کی نجی زندگی، اس کے معاشی و معاشرتی افعال، اس کے اقوال و کارناموں پر تنقید کی نگاہ ڈال کر کھرے اور کھوٹے میں فرق کر دیں۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

کسی زندہ یا مُردہ کی غیبت اس وقت جائز ہو جائے گی جب کسی غرضِ شرعیہ کا حصول اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اور اس جواز کی چھ صورتیں ہیں۔

(۱) التظلّم: پس جائز ہے کسی مظلوم کے لیے کہ وہ حاکمِ وقت یا قاضی یا جس کے پاس اختیار ہو، اس کے پاس جائے اور بتلائے کہ فلاں نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۲) الاستعانۃ: کسی منکر کو ختم کرنے اور گناہ گار کو حق بات کی طرف لانے کے لیے کسی صاحبِ اختیار کے سامنے اس کے گناہوں و سیاہ کاریوں کا تذکرہ کرنا، تاکہ اسے ان کاموں سے روکا جائے۔

(۳) الاستفتاء: شرعی حکم کے حصول کے لیے۔ چنانچہ مفتیِ شرع کے سامنے اس کی اس بُرائی کو بیان کیا جائے کہ مجھ پر فلاں نے یہ ظلم کیا ہے، اب شریعت مجھے اس سے خلاصی کا کیا رستہ بتلاتی ہے؟۔

(۴) تحذیر المؤمنین: لوگوں کو اس کے شر سے ڈرانے کے لیے۔

(۵) بدعتی: اس کی بدعات سے لوگوں کو آگاہ کر کے لوگوں کو اس کے افکار سے بچانے کے لیے۔

(۶) عرف: لوگوں میں وہ اسی عیب سے مشہور ہو، جیسے کانا، لنگڑا، بہرا، بھینگا وغیرہ۔ تو اب ان چیزوں کا ذکر عیب جوئی میں شمار نہیں ہوگا۔

(ریاض الصالحین للنووی و احیاء علوم الدین، بحوالہ الرفع و التکمیل، ص۵۳تا۵۶)

خان صاحب پر تنقید اس جدول میں موجود چوتھی اور پانچویں صورت میں آتی ہے، لوگوں کو خان صاحب بریلی کی گمراہیوں، بدعقیدگیوں، اِسلام دُشمنی سے آگاہ کرنے کے لیے ہم مجبور ہوئے کہ خان صاحب کے کارناموں کو پرکھیں۔ علمانے اس موقع پر ایسے شخص کی بُرائی کو بیان کرنے کے جواز پر اجماع ذکر کیا ہے، بلکہ اسے واجبات میں سے شمار کیا ہے اور اسی کیٹیگری میں اس شخص کو شمار بھی کیا ہے جو نام نہاد فقیہ بن کر لوگوں کو بدعت کی دعوت دے یا فاسق و فاجر ہو، اور لوگ اسے بزرگ سمجھ کر علم حاصل کرنے جائیں۔ (الرفع والتکمیل، ص۵۶) خان صاحب بریلی میں یہ تمام شرائط بوجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا مجھ پر واجب تھا کہ میں اس شخص کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کروں، تا کہ سادہ لوح عوام اس کے دامِ تذویر میں پھنس کر اپنی آخرت کو برباد نہ کر دیں''۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۵۷، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ساجد خان دیوبندی نے اس اقتباس میں سیدی اعلیٰ حضرت کی ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانے اور اس پر تنقید کرنے کا جواز بیان کیا ہے۔ حالانکہ اسی دلیل سے اس کے پیشوا مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی ذاتیات کو موضوعِ بحث بنانے اور اس پر تنقید کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، کیونکہ مولوی الیاس گھمن نے اپنے حلقہ میں خود کو ''شیخِ طریقت، مناظر، واعظ، مبلغ اور متکلمِ اِسلام'' مشہور کر رکھا ہے۔ اس لیے ایسے شخص کی اصلیت کو عوام کے سامنے بیان کرنا چاہیے تا کہ لوگ اس کے شر سے بچ سکیں۔

مولوی الیاس گھمن کی رُسوائی وکیلِ صفائی کے بیان کردہ اُصول کی روشنی میں:

☆ ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک کتاب میں درج ذیل عنوان قائم کیا ہے:

''نواب احمد رضا خان صاحب اپنوں کی نظر میں''۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ۴۵۴، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنّة والجماعة، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

اس عنوان کے تحت علامہ معین الدین اجمیری کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''موصوف نے نواب احمد رضا خان صاحب کے خلاف ایک کتاب ''تجلیاتِ انوارُ المعین''، لکھی، جس میں خان صاحب کی ایسی ایسی صفات کا ذکر کیا جو کہیں اور نہیں ملے گی''۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ۴۵۶، مطبوعہ جمعیۃ اَھْلُ السنّة والجماعة، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: ساجد خان دیوبندی کے اس اقتباس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں کہ مولوی اِلیاس گھمن کی صفاتِ رذیلہ (جو دیوبندی علمانے بیان کی ہیں) کو ہماری طرف سے بیان کرنا دُرُست ہے۔

☆ مندرجہ بالا اقتباس کے بعد نا کام وکیلِ صفائی نے ''تجلیاتِ انوارُ المعین'' سے سیّدی اعلیٰ حضرت کے خلاف حوالہ جات نقل کر کے، اُن پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''قارئینِ کرام! ان (۱۳) خصوصیات کے ساتھ بانی بریلویت مولوی احمد رضا خان کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے، یہ خصوصیات کسی عام بریلوی نے ذکر نہیں کیں، بلکہ بریلویوں کے پیر خواجہ قمر الدین سیالوی کے استاد مولانا معین الدین چشتی اجمیری، صدر مدرسین مدرسہ معینیہ اجمیریہ نے مولوی احمد رضا خان کی بیان کی ہیں۔ لہٰذا اسے خود بریلویوں کے گھر سے مولوی احمد رضا خان کی ذات اور خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے کہ احمد رضا خان کس قماش کا آدمی تھا''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۵۶، مطبوعہ جمعیۃ اَھْل السنّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

"قارئینِ کرام! ان خصوصیات (جو راقم نے کتاب "مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں" کی جلد اوّل میں بیان کی ہیں) کے ساتھ دیوبندی مزعومہ متکلمِ اِسلام مولوی الیاس گھمن کی شخصیت کا آسانی سے پتہ چلایا جاسکتا ہے، مولوی الیاس گھمن کی یہ خصوصیات کسی عام دیوبندی نے ذکرنہیں کیں، بلکہ دیوبندیوں کے مزعومہ "مناظرِ اسلام، محقق العصر، ترجمانِ اہلِ سنت، وکیلِ احناف، سرمایۂ دیوبند، فاضلِ دارالعلوم دیوبند، مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی"۔ "خلیفۂ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی اور سابق سربراہ وفاق المدارس، مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی"۔ "پاسبانِ مسلکِ اہلِ سنت والجماعت، سلطان المناظرین، وکیلِ احناف حضرت مولانا ابو بلال محمد اسماعیل محمدی جھنگوی"۔ مشہور ومعروف دیوبندی پیر "عارف باللہ" حکیم اختر دیوبندی کے جانشین حکیم مظہر دیوبندی۔ جدّہ میں مقیم مشہور دیوبندی قاری رفیق پانی پتی کے بیٹے قاری اُسامہ رفیق دیوبندی۔ دیوبندی تنظیم "سپاہِ صحابہ" (موجودہ نام "اہلِ سنت والجماعت") کے سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ فاروقیہ کمالیہ، مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی۔ مشہور دیوبندی مؤلف قاضی طاہر علی الہاشمی دیوبندی۔ دیوبندی پیر مولوی امین شاہ، فاضلِ دیوبند کے خلیفہ مولوی عبدالرحیم چاریاری دیوبندی۔

اور دیوبندی تبلیغی جماعت کے مشہور مفتی زین العابدین دیوبندی کی بیٹی سمیعہ صاحبہ نے بیان کی ہیں۔ لہٰذا خود دیوبندیوں کے گھر سے مولوی الیاس گھمن کی ذات اور خصوصیات کا پتہ چل جاتا ہے کہ الیاس گھمن کس قماش کا آدمی ہے''۔

☆اس کے بعد اگلے صفحے پر لکھا کہ:

''خیر آبادی خانوادہ کے ہاں جناب نواب احمد رضا خان صاحب اب ''خبطی'' ہو چکے تھے''۔

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۵۷، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــل الســــنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لَوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''متعدد دیوبندی علما کے ہاں جناب الیاس گھمن ''بدعتی''۔ ''بدکردار، لڑکوں اور لڑکیوں سے بُری، غیر اخلاقی حرکات اور نامحرم عورتوں سے فون پر عشق میں مبتلا''۔ ''دوغلے''۔ ''چندہ خور''۔ ''جھوٹے''۔ ''فتنہ پرور''۔ ''فراڈ''۔ ''دجال''۔ ''سپاہِ صحابہ کے مخالف''۔ ''مماتیوں اور غیر مقلدوں کے مقابل مناظرہ سے فرار'' اور ''دھاندلی میں مشہور'' ہو چکے تھے''۔

☆ کچھ مزید آگے جا کر ساجد خان دیوبندی نے یہ عنوان قائم کیا:

''اپنوں نے خان صاحب کے ساتھ وہ کچھ کیا جو بیگانوں نے بھی نہ کیا ہوگا''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۴۶۰، مطبوعہ جمعیۃ اَھْــــل الســــنَّۃ والجماعۃ، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لَوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''اپنوں نے الیاس گھمن کے ساتھ وہ کچھ کیا جو بیگانوں نے بھی نہ کیا ہوگا''۔

☆اسی سلسلے میں ساجد خان دیوبندی نے مزید لکھا کہ:

''یہ نرالا مجدد ہے کہ پرائے تو پرائے، اپنے بھی اس کو گھسیٹ رہے ہیں، کیا یہی مجدد کی شان ہوتی ہے؟''

(نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی، صفحہ ۲۶۵، مطبوعہ جمعیۃ اَهْــــل السُّــــنَّة والجماعة، کراچی۔ طبع اوّل: ۲۰۲۰ء)

ہمارا تبصرہ: اس تبصرہ کو لوٹاتے ہوئے ہم مولوی الیاس گھمن کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''یہ (الیاس گھمن) نرالا ''متکلمِ اِسلام'' ہے کہ پرائے تو پرائے، اپنے بھی اس کو گھسیٹ رہے ہیں، کیا یہی ''متکلمِ اِسلام'' کی شان ہوتی ہے؟''

نوٹ: دیوبندی علما نے مولوی الیاس گھمن کو جس طرح ''گھسیٹا'' ہے، اُس کو جاننے کے لیے راقم کی کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' ملاحظہ کریں۔

مولوی الیاس گھمن کے وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی کے دوہرے معیار اور منافقت:

☆ناکام وکیلِ صفائی ساجد خان دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن کے دفاع پر مشتمل اپنی کتاب کی ابتدا میں لکھا ہے کہ:

''اس دَور میں بھی اہلِ باطل کی ناک میں نکیل ڈالنے کے لیے اللہ پاک

کی طرف سے اُمتِ مسلمہ کو متکلمِ اسلام حضرت مولانا الیاس گھمن صاحب زیدمجدھم کی صورت میں ایک تحفہ دیا گیا ہے، جن کی دینی خدمات کے اپنے پرائے سب معترف ہیں"۔

(متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، صفحہ ۱۱، مطبوعہ ندارد)

ناکام وکیلِ صفائی نے یہاں یہ تو لکھ دیا کہ مولوی الیاس گھمن کے اپنے پرائے سب معترف ہیں۔ لیکن ایک سطر بعد ہی اسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ان کے اپنے دیوبندی علمانے بھی مولوی الیاس گھمن کی ذات پر اعتراضات کیے ہیں، اقتباس ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

"بعض اپنوں نے بھی مخالفین کے پروپیگنڈے میں آ کر یا پھر ہم عصر ہونے کی وجہ سے حسد میں حضرت متکلمِ اِسلام صاحب **زیدمجدھم** کی ذات پر بعض لایعنی اعتراضات کیے"۔

(متکلمِ اِسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن پر الزامات کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ، صفحہ ۱۱، مطبوعہ ندارد)

قارئین کرام! ملاحظہ کیجیے۔ ناکام وکیلِ صفائی پہلے لکھتا ہے کہ اپنے پرائے سب الیاس گھمن کے معترف ہیں۔ اور پھر ایک سطر بعد ہی لکھتا ہے کہ اپنے علمانے بھی مولوی الیاس گھمن کی ذات پر اعتراضات کیے ہیں (چاہے اب یہ ان اعتراضات کو حسد یا مخالفین کے پروپیگنڈے کا اثر کہے، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ دیوبندی علمانے بھی مولوی الیاس گھمن کا رَد کیا ہے)۔ اب سوال یہ ہے کہ یہاں وکیلِ صفائی کو یہ تبصرہ کیوں یاد نہ آیا کہ جس الیاس گھمن کی میں تعریف کر رہا ہوں، اُس کو پرائے تو پرائے، اپنے بھی گھسیٹ رہے ہیں۔ وکیلِ صفائی کو اپنی کتاب "نواب احمد رضا خان فاضلِ بریلوی" کی طرح یہاں بھی یہ لکھنا چاہیے تھا کہ:

''اپنے پرائے سب مولوی الیاس گھمن کے ''بدعتی''۔ ''بدکردار، لڑکوں اورلڑکیوں سے بُری، غیراخلاقی حرکات اورنامحرم عورتوں سے فون پر عشق میں مبتلا''۔ ''چندہ خور''۔ ''فتنہ پرور''۔ ''دجال''۔ ''فراڈ''۔ ''جھوٹے''۔ ''دوغلے''۔ ''سپاہِ صحابہ کے مخالف''۔ ''مماتیوں اورغیرمقلدوں کے مقابل مناظرہ سے فرار'' اور ''دھاندلی میں مشہور'' ہونے کے معترف ہیں''۔

الیاس گھمن کا وکیلِ صفائی ساجدخان دیوبندی دوغلاشخص ہے، کیونکہ اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنی کتاب (جس کے اقتباسات آپ پچھلے صفحات میں زیرِعنوان ''مولوی الیاس گھمن کی رُسوائی وکیلِ صفائی کے بیان کردہ اُصول کی روشنی میں'' ملاحظہ کرآئے ہیں، جن) میں اس نے اعلیٰ حضرت سے علما کے اِختلاف کومزے لے کر بیان کیا ہے، اوراس پراپنا تائیدی تبصرہ بھی تحریر کیا ہے۔ چونکہ اُس کتاب میں اِس نے اعلیٰ حضرت پراعتراض کرکے اپنا غبار نکالنا تھا، اس لیے اپنا بیان کردہ یہ اُصول نظرانداز کردیا کہ:

''علما کی علما پر جرح مقبول نہیں ہوتی، کیونکہ یہ حسد، معاصرت یا مخالفین کے پروپیگنڈے کے باعث ہوتی ہے''۔

یہ اُصول اِس دوغلے وکیلِ صفائی نے اِلیاس گھمن کے دفاع میں اپنی ایک ویڈیوتقریرمیں بیان کیاہے۔اس کے علاوہ اپنی کتاب ''متکلم اِسلام حضرت مولانامحمدالیاس گھمن پراِلزامات کاتحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے صفحہ ۲۸ سے لے کرصفحہ ۴۱ پر بھی بیان کیاہے۔ساجدخان کی طرف سے اپنے بیان کردہ اِس اُصول کی خلاف ورزی اور اِس بارے میں اس کی منافقت راقم کی کتاب ''مولوی الیاس گھمن دیوبندی، اپنے کردار کے آئینے میں'' کے صفحہ ۱۸۶ سے لے کرصفحہ ۱۹۶ تک بیان کی گئی ہے۔

ساجد خان دیوبندی کا یہ طرزِ عمل منافقت ہے، کیونکہ اس نے اپنی ایک اور کتاب (جس پر اس نے اپنے بجائے مؤلف کا نام ''ابوسعد لئیق رحمانی'' لکھ دیا ہے) میں اس طرزِ عمل کو منافقت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''یہ منافقت ہے کہ ایک طرف جب پھنستے ہیں تو اصول گھڑتے ہیں اور دوسری جگہ خود ہی ان اصولوں کو توڑتے ہیں''

(کشف الخداع عماظھر فی ردالدفاع، جلد۱، صفحہ۱۴۹، مطبوعہ دفاع اھل السنة و الجماعة اکیڈمی)

لہٰذا ساجد خان دیوبندی نے اعلیٰ حضرت سے کچھ علما کے اِختلاف کو بطورِ اعتراض پیش کر کے اپنے اُصول کو توڑا ہے، جو کہ اس کے اپنے بقول منافقت ہے۔

مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے اُصول کی روشنی میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق دیوبندیوں کے اِنکشافات رَد نہیں کیے جا سکتے:

پیر افضل قادری نے ''تحریک لبیک، پاکستان'' کے نئے امیر حافظ سعد حسین رضوی صاحب کے خلاف ایک بیان دیا تو اس کے متعلق مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے ایک مضمون ''پیر افضل قادری کا نیا بیانیہ'' لکھا۔ اس مضمون میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے پیر افضل قادری کے اِلزامات کے متعلق یہ مطالبہ نہیں کیا کہ ان کو شرعی طریقے سے ثابت کیا جائے، بلکہ یوں لکھا ہے کہ:

''پیر افضل قادری کے ان انکشافات کو رَد نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ وہ خادم رضوی کے سب سے پرانے اور سب سے گہرے دوست تھے۔ پیر افضل قادری گھر کے بھیدی ہیں''۔

کچھ سطر بعد مزید لکھا کہ:

''موصوف کے انکشافات کو اَن سنی نہیں کیا جا سکتا''۔

مفتی نجیب کے اِن انکشافات کو پڑھ کر وہ قارئین یقیناً حیران ہوئے ہوں گے جو اس بات سے آگاہ ہیں کہ یہی دیوبندی، اپنے مزعومہ ''متکلم اسلام'' مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے دفاع میں شرعی ثبوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن یہاں بات چونکہ اپنے نظریاتی مخالف کی ہے، اس لیے یہاں دیوبندیوں کا اُصول بدل گیا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے سابقہ مطالبے اور بیان کردہ معیار کے برعکس یہاں پیر افضل قادری کے بیان کو ہی کافی قرار دیا جا رہا ہے۔ بہر حال مفتی نجیب اللہ عمر کے ان دو اقتباسات سے اتنا ضرور ثابت ہوا کہ دیوبندی اُصول کے مطابق جب کوئی اپنا عالمِ دین کسی کے خلاف کوئی چارج شیٹ بیان کرے، تو اس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ (جاری ہے)